''تارکینِ وطن اور اردو کتابوں کی ترسیل''

اردو ادب کے ایک تارک وطن اور ادنیٰ طالب ہونے کی حیثیت میں ہم پر اس وقت بہت کڑا وقت پڑتا ہے جب ہمیں پڑھنے کے لیئے، لکھنے کے لیئے، یا حوالے کے لیئے کسی اردو ادبی کتاب کی ضرورت پڑے۔ چونکہ ہمیں پاکستان سے نکلے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں اور اب وہاں جانا بھی خال خال ہوتا ہے، سو یہ کڑا وقت ہم پر اکثر پڑتا ہے۔ ہم اب کینیڈا میں مقیم ہیں اور یہاں ہمارے آنسو پوچھنے کے لیے چند ایسے احباب ضرور ہیں جو وقتی طور پر کسی نہ کسی طرح مدد فرما دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ٹورونٹو یونیورسٹی کی لائبریری ہے جس میں اردو کی کم از کم سولہ ہزار کتابیں موجود ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنا کچھ اتنا آسان بھی نہیں ہے۔ اس کے بارے میں ابھی بات کرتے ہیں۔

جو احباب کینیڈا میں اردو پڑھنے والوں کی خصوصی مدد کر سکتے ہیں ان میں ٹورونٹو میں ڈاکٹر بیدار بخت، رشید صدیقی، اور ڈاکٹر تقی عابدی ایک لازمی حوالہ ہیں۔ اسی طرح اوٹاوا میں ولی عالم شاہین صاحب، اور کیلگری میں غالباً اقبال حیدر صاحب بھی مددگار ہو سکتے ہیں۔

ان سب احباب میں ڈاکٹر بیدار بخت کا نام اس لیئے سرِفہرست ہے کہ شاید ساری دنیا میں ہندو پاک سے باہر ان سے بہتر شخصی لائبریری شاید کسی اور اردو دوست کی نہ ہو۔ ان کے پاس کم از کم سات آٹھ ہزار نہایت معیاری کتابیں موجود ہیں جن میں اردو کلاسیکی ادب سے لے کر جدید اردو ادب کے تقریباً ہر اردو ادیب اور شاعر کی کتابیں شامل ہیں۔ وہ اس قیمتی ذخیرہ میں مسلسل اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک اور بہت ہی مستحسن کام انہوں نے یہ کیا ہے کہ انہوں نے اپنی لائبریری ٹورونٹو یونیورسٹی کی اردو لائبریری کو عطیہ کر دی ہے۔ اس عطیہ کی پہلی قسط میں چھ ہزار کتابیں شامل ہیں، اور اب دوسری قسط بھی تیار ہے جو شاید دو ہزار کتابوں پر مبنی ہو۔ بیدار بخت صاحب نے اپنی لائبریری کا مکمل اور جدید اشاریہ بھی تیار کیا ہوا ہے۔ ان کے قریبی احباب کو ان کتابوں سے وقتاً فوقتاً استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ بیدار بخت صاحب گوشہ نشین شخص ہونے کے ساتھ ایک نہایت مصروف پروفیسر بھی ہیں اور اکثر سفر میں رہتے ہیں۔ اگر وہ شہر میں ہوں تو جن احباب تک ان کی خصوصی رسائی ہے وہ ان کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایسے ادب دوست ہیں کہ جو اپنی کتابوں سے مکمل طور پر واقف ہیں، اور اگر ان کے دوست کسی کتاب یا ادبی حوالے کے لیئے ان سے فون پر بھی مشورہ کریں تو وہ اسی وقت یا کچھ توقف کے بعد ضروری ادبی حوالہ فراہم کر دیتے ہیں۔ وہ خال خال اپنی کتابیں چنیدہ دوستوں کو مستعار بھی دے دیتے ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں وہ بہت احتیاط کرتے ہیں۔ وہ 'اناطول فرانس' Anatole France کے اس قول کو بھی خوب جانتے ہیں کہ ''کبھی کسی کو کتابیں مستعار نہ دو، کیونکہ پھر کوئی کبھی واپس نہیں کرتا۔ میرے پاس جتنی بھی کتابیں ہیں وہ مجھے دوسروں نے مستعار دی تھیں''۔ بیدار صاحب اس لیئے بھی محتاط رہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتابیں دوسروں سے ادھار لے کر نہیں بلکہ بہت محنت سے اور جاں سوزی سے جمع کی ہیں۔

امریکی ناول نگار E W Howe کا ایک قول خود ہم پر صادق آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''جب مجھے کوئی اچھی کتاب ملتی ہے تو میں اتنا خوش ہوتا ہوں کہ فوراً دوسروں کو اس کے بارے میں بتا کر دوسروں کو قرض دے دیتا ہوں۔ پھر وہ کتاب مجھے کبھی واپس نہیں ملتی۔'' ہمارے ساتھ بھی اکثر ایسا ہوتا ہے، اور ہم بوقتِ ضرورت خود اپنی ہی کتاب ڈھونڈتے رہ جاتے ہیں۔ کینیڈا کی ہمہ ہمی میں وہ دوست تو وقت پر نہیں ملتے جن کے پاس خود ہماری ہی اپنی ضروری کتاب ہوتی ہے۔

کینیڈا میں ایک اور اہم لائبریری ڈاکٹر تقی عابدی کی لائبریری ہے۔ یہ ایک خصوصی لائبریری ہے جس میں نہ صرف اعلیٰ معیاری بلکہ نایاب اردو کتابیں موجود ہیں۔ ان میں قیمتی قلمی نسخے اور مخطوطے بھی ہیں جنہیں ڈاکٹر تقی عابدی نے نہایت جاں فشانی سے جمع کیا ہے۔ ہمارے خیال میں برِصغیر سے باہر رثائی ادب پر ایسا معیاری ذخیرہ شاید ہی کسی شخصی لائبریری میں موجود ہو۔ ان کی لائبریری میں بھی کم از کم پانچ ہزار سے زیادہ کتابیں ہوں گی۔ اس لائبریری تک عموماً ان کے ادبی دوستوں کی بھی رسائی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب ایک دور دراز علاقہ میں رہتے ہیں جہاں پہنچنا اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ ایک بہت زیادہ مصروف طبی ڈاکٹر ہیں، اور عموماً عام دنوں میں اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اپنا سارا ادبی کام اپنی فرصت کے اوقات میں شب بیداری میں کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی اکثر ادبی تحقیق کے دوروں پر دنیا کے سفر میں رہتے ہیں، سو ان تک پہنچا کارے دارد ہے۔

اوٹاوا میں مقیم معروف شاعر اور ادبی شخصیت ولی عالم شاہین صاحب کا بھی ایک بہت عمدہ کتب خانہ ہے، جس میں تین چار ہزار سے زیادہ معیاری اردو کتابیں ہوں گی۔ ان کے کتب خانہ تک رسائی انتہائی مشکل امر ہے کیونکہ وہ اٹاوا میں رہتے ہیں جہاں پہنچا ہر شخص کے لیئے ممکن نہیں ہے۔

ٹورونٹو میں مقیم معروف شاعر جناب رشید صدیقی کے پاس بھی اعلیٰ اردو کتابوں کی ایک اچھی تعداد موجود ہے۔ لیکن ان سے بھی عام لوگ مستفید نہیں ہو پاتے کیونکہ وہ بھی کتابیں مستعار دینے میں اناطول فرانس کے قول پر عمل کرتے ہوئے محتاط رہتے ہیں۔ اسی طرح کیلگری شہر میں ادب دوست شخصیت اور جوش اکیڈیمی کے روحِ رواں اقبال حیدر کا بھی اپنا ذاتی کتب خانہ ہے جس تک عام اردو پڑھنے والے کی رسائی آسان نہیں ہے۔

اب تک کی سطور میں جو معاملہ ہم نے بیان کیا ہے، ہمیں یقین ہے کہ وہ صرف کینیڈا ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ پاکستان سے باہر جہاں جہاں بھی اردو ادب سے دلچسپی لکھنے والے بستے ہیں وہاں بھی عمومی صورتِ حال ایسی ہی ہوگی یا اس سے بھی زیادہ مخدوش۔ اس کی وجہہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی سالوں میں کینیڈا اور یہاں کا شہر ٹورونٹو ایک ایسا اردو ادبی مرکز بن گیا ہے جو دنیا کے دوسرے ملکوں میں نہیں ہے۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ اگر ہم اردو ادب کو بیا پاکستانی یا ہندوستانی ادب کا کا استعارہ مان لیں تو ہمیں یہی احوال وہاں کی دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے ادب دوستوں کا بھی نظر آئے گا۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اردو ادب سے تعلق رکھنے والے اکثر تارکین ادب اپنی دلچسپی کی ادبی کتابیں کہاں سے لائیں، حوالوں کے لیئے کہاں جائیں اور قلم اٹھانے سے پہلے پڑھیں کیا۔ تو ایک تلخ عمومی حقیقت تو یہی ہے کہ کتابوں کے فقدان کی وجہہ سے اکثر اردو ادیب اور شاعر یا تو بے پڑھے یا اپنے قیاس و گمان پر بھروسہ کرتے ہوئے قلم برداشتہ لکھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو کامیاب ہو جاتے ہیں اور باقی خود جانیں یا اردو ادب ان کا فیصلہ کرے۔

کینیڈا کی حد تک ایک سہولت یہ ہے کہ یہاں ٹورونٹو کی جامعہ کی لائبریری میں تقریباً بیس ہزار کتابوں کا یک اعلیٰ ذخیرہ موجود ہے جس کے قائم کرنے میں بلا شبہ اردو کے ایک اہم اور جید ادیب عزیز احمد مرحوم کا کردار رہا ہوگا جو یہاں سالہا سال تک پروفیسر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جامعہ کی اردو لائبریری شمالی امریکہ کی جامعات میں سب سے بڑی اردو لائبریری ہے۔ یہاں سے کتابیں حاصل کرنے کے لیئے ایک خصوصی رکنیت لینا پڑتی ہے جو دشوار تو نہیں ہے پر آسان بھی نہیں۔ اس رکنیت کی فیس اب ڈھائی سو ڈالر سالانہ ہو گئی ہے۔ یہاں کا رکن بننے کے بعد آپ تین تین ہفتہ کے دورانیوں کے لیئے لاتعداد کتابیں لے سکتیں ہیں۔ یہ کتابیں آپ کو اس لائبریری کی تین چار ذیلی شاخوں میں پہنچا دی جاتی ہیں۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اس لائبریری کا بے پناہ چرچا کیئے جانے کے باجود ہمارے ادبی دوستوں سے اس لائبریری سے خال خال ہی استفادہ کیا ہے۔

چونکہ ٹورونٹو میں اردو جاننے والے تارکین وطن کی خاصی تعداد آباد ہے سو یہاں کی عوامی لائبریریوں کی چند مخصوص شاخوں میں اردو کتابوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن یہ عموماً معیاری نہیں ہے اور اکثر فراری ادب پر مبنی ہیں۔

کتابیں حاصل کرنے کا دنیا بھر میں عام طریقہ یہ ہے کہ کتابیں کتب فروشوں سے خریدی جائیں۔ ہمارے سارے محتاط جائزوں کے مطابق اور دنیا بھر میں پچاس ملکوں کے سفر میں جس میں برطانیہ، امریکہ، یورپ، اور مشرقِ وسطیٰ شامل ہیں ہم نے دیکھا کہ کسی بھی ملک میں اردو ادب کی کتابوں کی مناسب دوکانیں نہیں ہے۔ ہم نے کچھ عرصہ پہلے شکاگو کے ''کتاب گھر '' کے بارے میں لکھا تھا جس کے مالکان ادب دوستی میں خسارے کا کاروبار لگائے بیٹھے ہیں۔ ایسی دوکان ہر جگہ نہیں ہے، جن بعض دوکانوں میں اردو کتابیں ہیں تو وہ اب مذہبی اور اسلامی موضوعات پر ہوتی ہیں، یا وہاں ڈائجسٹ وغیرہ ملتے ہیں۔

ایک اور ذریعہ اردو کتابیں حاصل کرنے کا یہ ہے کہ آپ ہندوستان پاکستان کے کتب فروشوں سے یا پبلشروں سے رابطہ کریں۔ اس معاملہ میں پاکستان کے ''سنگِ میل پبلی کیشنز'' والے، اور ہندوستان کا مکتبہ جامعہ کچھ مستعد ہے۔ ان میں سنگِ میل نے آن لائین Online فراہمی کا بندوبست کیا ہے لیکن یہ بندوبست Amazon کی طرح جدید نہیں ہے۔ ان دونوں اداروں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اب پاکستان اور ہندوستان سے کتابوں کی ترسیل کا ڈاک خرچ بہت گراں ہو گیا ہے۔ اس کے باجود یہ سودا سودمند ہی ہے۔

جن لوگوں کے پاکستان ہندوستان میں تعلقات ہیں وہ اپنے جاننے والے ناشرین کی مدد سے کتابیں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں ''غضنفر اکیڈمی'' کے ثاقب علی خاں، اور ''کفایت اکیڈمی'' کے مالکان کی بے پناہ مدد حاصل رہی ہے۔ ان کے علاوہ زیادہ تر کتب فروش شاید بیرونِ ملک اردو کتابوں کی فراہمی کو منفعت بخش نہیں سمجھتے، اس لیئے انہیں تارکین وطن سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے

کبھی کبھار ہماری مدد ڈاکٹر آصف اسلم نے بھی فرمائی ہے جو خود بھی ایک معروف پبلشنگ ادارہ ''شہر زاد پبلی کیشنز'' چلاتے ہیں۔ وہ اپنے اور کاموں میں اتنے مصروف ہیں کہ ان کا پبلشنگ کا کام تقریباً جز وقتی ہے۔ جب ہمیں ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تو وہ طوعاً و کرہاً ازراہِ عنایت مہربانی کر دیتے ہیں اور کبھی کتابیں پہنچ جاتی ہیں کبھی ہم راہ تکتے رہ جاتے ہیں۔

پاکستان یا بیرونِ پاکستان کے کچھ کتب فروشوں نے اب آن لائین Online کاروبار بھی شروع کیا ہے لیکن عموماً ان کی فہرستِ کتب میں اعلیٰ کتابیں عنقا ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ پاکستان کے اکثر کتب فروش بین الاقوامی شہرت یافتہ Amazon کے ساتھ مل کر کام کریں، اس طرح خود ان کے کاروبار میں بھی اضافہ ہوگا اور تارکین وطن اردو ادب دوستوں کی زندگی اور تحریریں سنورنے کا بھی اہتمام ہو سکے گا۔ فی زمانہ دنیا بھر میں طلب و رسد کے الیکٹرونک وسیلے دن دونی ترقی کر کر رہے ہیں، اور خود ہندوستان اور پاکستان میں ان وسائل کا استعمال بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری بات سنی جائے گی اور سب کا بھلا ہو سکے گا۔